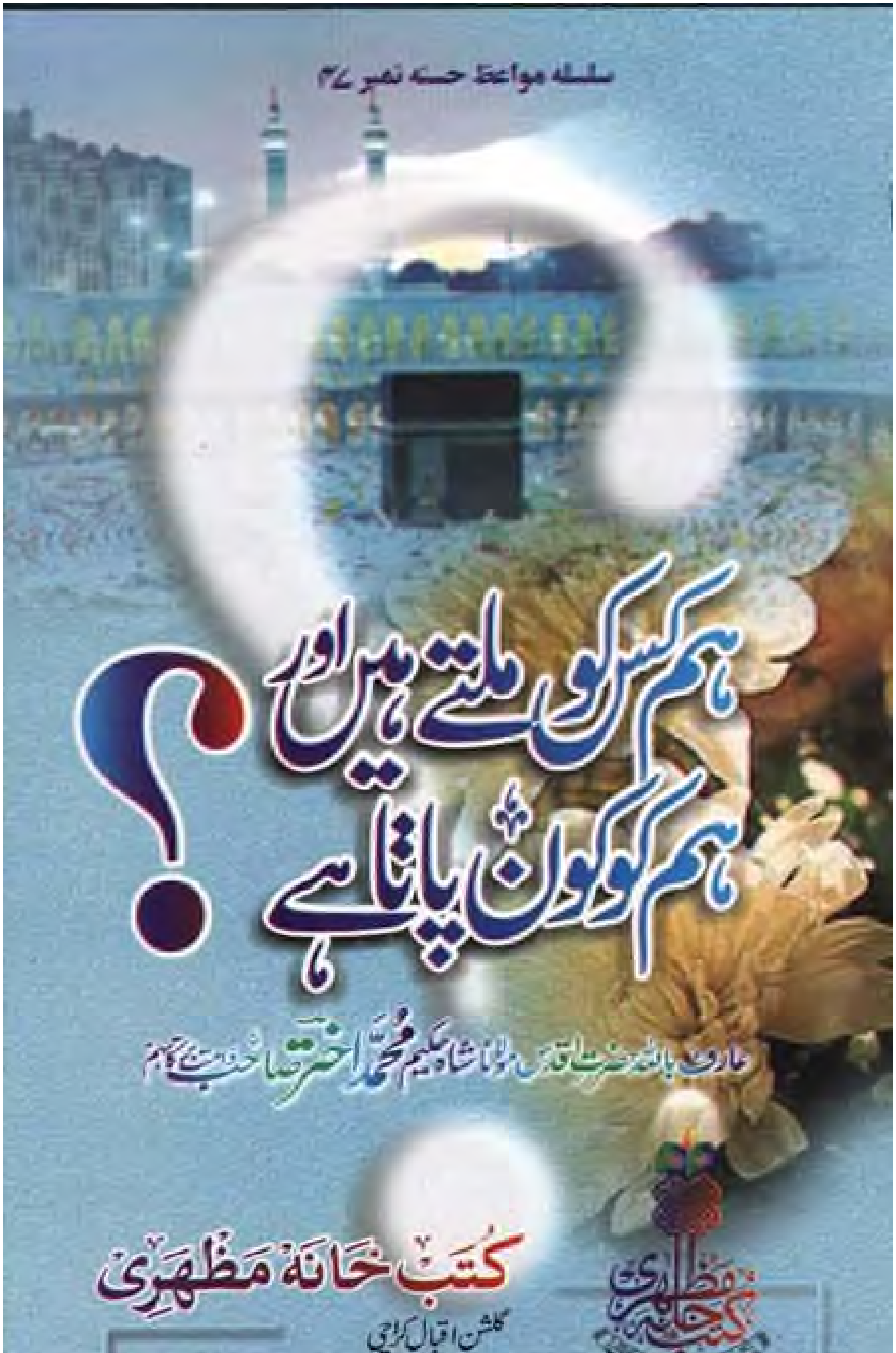

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۴۷

ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال کراچی

ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ
حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال کراچی

انتساب

احقر کی جملہ تصنیفات وتالیفات مُرشدنا ومولانا
محی السنہ حضرتِ اقدس شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم
اور حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ
اور حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کی صحبتوں کے فیوض وبرکات کا مجموعہ ہیں۔

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

فہرست

صفحہ	عنوان
٤	ضروری تفصیل
۵	صحبتِ مرشد کا استدلال قرآن پاک سے
٦	اللہ کے عاشقوں کی عظمت
٨	آدمیت کی قیمت کس چیز سے؟
١٢	عطاء نسبت مع اللہ کی علامت
١۵	نسبت مع اللہ کے آثار
١٧	غیر اللہ سے فرار کی لذت
١٨	نامحرموں سے شرعی پردہ کی تاکید
٢٢	اللہ کے عاشقوں کی دو علامات
٢٤	وصول الی اللہ کے لئے ضروری اعمال (١) محبت اور صحبتِ شیخ
٢٦	صبح و شام کے معمولِ ذکر کا راز
٢٩	صحابہ کا مقامِ محبوبیت
٣٣	عاشقانِ خدا کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان محبت
٣٤	صحابہ کی شدتِ محبت کی ایک جھلک
٣٧	اللہ کو پانے والوں کے تین اوصاف

﴿ ضروری تفصیل ﴾

نام وعظ: ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟

واعظ: عارف باللہ حضرت اقدس مرشدنا ومولانا شاہ محمد اختر صاحب دام ظلالھم علینا الیٰ مأۃ وعشرین سنۃ مع الصحۃ والعافیۃ وخدمات الدینیۃ و شرف حسن القبولیۃ

تاریخ: ۲۹؍محرم الحرام ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۵؍مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعہ

وقت: ایک بج کر پندرہ منٹ

مقام: مسجد اشرف واقع خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی

موضوع: ....

مرتب: یکے از خدام حضرت والا مدظلہم العالی

کمپوزنگ: سید عظیم الحق ۱-جے-۳ ۶/۷ مسلم لیگ سوسائٹی ناظم آباد نمبر ۱ (۶۶۸۹۳۰۰)

اشاعت اوّل: صفر المظفر ۱۴۲۳ھ مطابق مئی ۲۰۰۲ء

تعداد: ۳۰۰۰

ناشر: **کُتبُ خَانَہ مَظہَرِیْ**

گلشن اقبال-۲ کراچی پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ

بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ

بعد اِس خطبہء مسنونہ کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اعلان ہے جو تین آیتوں کے مجموعہ کا عنوان ہے۔ وہ اعلان کیا ہے؟ ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟ اب آیات کی ترتیب دیکھئے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم کس کو ملتے ہیں:

صحبتِ مُرشد کا اِستدلال قرآن پاک سے

(۱) وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ الخ سب سے پہلے صحبتِ مرشد ہے ۔ اپنے عاشقوں کی ایک جماعت کے لئے سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی حکم دیا جارہا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے گھر کا آرام چھوڑ کر مسجدِ نبوی میں تلاش کیجئے جہاں میرے کچھ عاشق مجھ کو ڈھونڈ رہے ہیں۔آپ اُن کے

درمیان جاکر بیٹھئے، اُن کو میرا پتہ بتائیے، اُن کی رَہبری فرمائیے۔ آپ کو گھر سے بے گھر کر کے آپ کا مولیٰ آپ کا آرام تو لے رہا ہے مگر اس کے بدلہ میں آپ کے دل میں آپ کو آپ کا آرامِ جاں یعنی اللہ مل جائے گا اور وہ تو آپ کو ملا ہوا ہے اور ایسا ملا ہوا ہے کہ رُوئے زمین پر کسی کو ایسا نہیں ملا جیسا آپ کو ملا ہے کیونکہ آپ سید الانبیاء ہیں،اس کے ملنے سے مراد یہ ہے کہ آپ کے درجات میں مزید بلندی ہوجائے گی، قُرب مزید بڑھ جائے گا کیونکہ اُس کی ذات غیر محدود ہے اس لئے اُس کے قُرب کے درجات بھی لاانتہا ہیں، وہ آپ کا ایسا آرامِ جاں ہے۔

اسی لئے میرے مرشد حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ جب آسمان کی طرف دیکھتے تھے تو اللہ کو یاد کرتے تھے اور ایک جملہ فرماتے تھے کہ اے آرامِ جانِ بےقراراں! اے بے قرار جانوں کے آرام! میرے شیخ نے یہ اللہ کا نام رکھا تھا کہ اے اللہ جن کی جانیں آپ کے لئے بے قرار ہیں اُن جانوں کے لئے آپ ہی آرام ہیں۔ مگر کیا عمدہ فارسی ہے اے آرامِ جانِ بے قراراں! کیا عمدہ جملہ ہے یہ۔

اللہ کے عاشقوں کی عظمت

اِذَا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ فَخَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ جیسے ہی یہ آیت وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ نازل ہوئی آپ فوراً اپنے گھر سے نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے اس اَلَّذِیْنَ کے

افراد کو ڈھونڈنے لگے اور دیکھا کہ مسجدِ نبوی میں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کا حلیہ تین قسم کا تھا:

(۱) اَشعَثُ الرَّأسِ غربت اور افلاس کی وجہ سے اُن کے بال بکھرے ہوئے تھے، خشک تھے، تیل کنگھی سے محروم تھے، ژولیدہ و پریشان تھے مگر اُن کے بکھرے ہوئے بال عشقِ مولیٰ کی برکت سے اور نکھر رہے تھے، اُن کا حُسن ولایت اور نکھرا جا رہا تھا ؎

چلی شوخی نہ کچھ بادِ صَبا کی
بگڑنے میں بھی زلف اُس کی بنا کی

دیکھو لوگ یہ شعر کہاں استعمال کرتے ہیں اور حق تعالیٰ کی راہ میں اختر اِس شعر کو مسلمان کرکے حق تعالیٰ کے اولیاء کی شان میں بیان کررہا ہے۔ اِس حالت میں اُن کی محبوبیت کا مقام یہ ہے کہ اپنے پیارے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ حکم دے رہا ہے کہ جن کے بال بکھرے ہوئے ہیں مگر ان کا حُسن نکھرا ہوا ہے آپ اُن کے پاس جاکر بیٹھیے۔

صَحابہ کے پیٹ پر پتھر بندھے رہتے تھے لیکن اُن کے دل میں خالقِ پیٹ کی یاد رہتی تھی۔ اب پیٹ پر حلوے بندھے ہوئے ہیں تو شرارتیں سوجھتی ہیں لیکن غیر شریفوں کو اور اللہ والے اگر عمدہ مال بھی کھاتے ہیں تو وہ اللہ ہی پر فدا ہوتے ہیں اور زیادہ یادِ الٰہی میں غرق ہوتے ہیں، اشکبار ہوتے ہیں اور اللہ کی رحمت کا

آبشار حاصل کرتے ہیں اور جن کی طبیعت میں شرافت نہیں ہے اور بچپن میں، جوانی میں کچھ نالائقیاں کر کے اپنی عادتیں بُری کرلی ہیں وہ خدا کے رزق کی طاقت کو غیر شریفانہ حرکتوں کی طرف لے جاتے ہیں اور اولیاء اللہ کو رزق کی اِسی طاقت سے سجدہ ریز ہونا، اشکبار ہونا اور اللہ کی یاد میں بے قرار ہونا نصیب ہوتا ہے۔

آدمیت کی قیمت کس چیز سے ہے؟

آج کل مال دار لوگ اپنے مال سے اپنی قیمت لگاتے ہیں اور صحابہ کی قیمت اللہ تعالیٰ کی محبت کے مُشک سے تھی کہ کس صحابی کے باطن میں اللہ کی محبت کا کتنا مُشک تھا۔ ہر ہرن کی قیمت اُس کی مقدارِ مُشک سے ہوتی ہے۔ حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خُوں بنافِ نافۂ مُشکے کنی
سُنبل و رَیحاں چَرِد مُشکے کنی

ایک ہی گھاس ایک ہرن کھاتا ہے وہ مینگنی کرتا ہے اور وہی گھاس دوسرا ہرن کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اُسی گھاس کو اُس کے نافہ میں مُشک بنا دیتے ہیں۔ ہرن دونوں ہیں لیکن ایک ہرن کو اللہ تعالیٰ شرافتِ مُشکیہ عطا کرتا ہے اور دوسرا ہرن وہی گھاس کھا کر حیران ہوتا ہے کہ کیا بات ہے کہ میری برآمد اور ایکسپورٹ میں مینگنی نکل رہی ہے، گندگی اور بدبو پیدا ہو رہی ہے۔

آہ! ہم لوگوں کا آج یہی حال ہے کہ ہم نے زندگی کا مقصد صرف کھانا اور گُو بنانا سمجھ رکھا ہے۔ آہ! جن کے پیٹ پر پتھر بندھے رہتے تھے وہ اللہ کی دوستی کے اعلیٰ مقام پر تھے جن کی زندگی پر اللہ کی رضا کا قرآن پاک میں رجسٹریشن ہوگیا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کہ اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، اُن کے درجہ کی بلندی رجسٹرڈ ہے۔ اِسی طرح ایک ولی اللہ روٹی کھاتا ہے اور اِس روٹی سے پیدا شدہ طاقت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔ اِس روٹی سے اُس کے دل میں اللہ کی محبت کا مُشک پیدا ہو رہا ہے اور وہی روٹی ایک نافرمان کھاتا ہے اور اُس سے حاصل شدہ طاقت کو اللہ کی نافرمانی میں ضائع کرتا ہے تو یہی روٹی اُس کے اندر نافرمانی کی غلاظت، اور بدبو پیدا کررہی ہے۔ ایک ہی غذا ایک شخص کو قُرب سے مُشرّف کر رہی ہے اور وہی غذا دوسرے کو بُعد اور دُوری سے مُعذَّب کررہی ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی محبت کے مُشک سے درجہ بلند ہوتا ہے۔ ماش کی دال اور کباب اور ٹھنڈے پانی سے درجہ بلند نہیں ہوتا، یہ تو آپ کا ذوق اور آپ کا شوق ہے، یہ ذوقِ اولیاء نہیں ہے۔ بہت سے کافر ایسے ہیں جن کو کباب بہت پسند ہے۔ ہماری امتیازی دولت وہ ہے جو دشمنوں کو نہ ملے، ہماری دولت وہ ہے جو کافروں کو نصیب نہ ہو، خوبصورت بیوی تو کافروں کو بھی مل جاتی ہے اور بعضے اولیاء اللہ کو بھی مل جاتی ہے، ٹھنڈا پانی ولی اللہ بھی پیتا ہے اور کافر بھی اپنے فریج سے ٹھنڈا پیتا ہے، سونا چاندی

وہ بھی خرید لیتا ہے، بلڈنگ شاندار بنا لیتا ہے، سورج اور چاند وہ بھی دیکھتا ہے، آسمان اور زمین پہاڑ اور سمندر وہ بھی دیکھ لیتا ہے اور پہاڑوں میں سلاجیت بھی تلاش کر لیتا ہے۔ تو جو نعمت بَیْنَ الْاَعْدَاءِ وَبَیْنَ الْاَوْلِیَاءِ مشترک ہو وہ اولیاء کی امتیازی دولت نہیں ہوسکتی۔ دوستوں کی امتیازی دولت وہ ہے جو دشمنوں کو نصیب نہ ہو۔ اِس لئے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے اللہ ہمارا دن اِس سورج سے نہیں طلوع ہوتا، ہمارا دن آپ کی یاد کے سورج سے طلوع ہوتا ہے، جب ہم آپ کو یاد کرلیں، آپ کو راضی کرنے کے لئے اپنی آرزوؤں کا خون کرلیں، آپ کی ناراضگی سے بچنے کے لئے اپنے دل کو توڑ لیں، آپ کے قانون کو نہ توڑیں تب ہمارا سورج طلوع ہوتا ہے اور یہی ہماری وہ امتیازی دولت ہے جو کافروں کو نصیب نہیں، کافر اپنی خوشیوں میں اِس عالَم کا محتاج ہے اور اللہ کے دوستوں کے قلب کا رخ چونکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف صحیح ہوتا ہے اِس لئے سارا عالَم اُن کے قلب میں ہوتا ہے۔

لَیْسَ عَلَی اللّٰہِ بِمُسْتَنْکِرٍ
اَنْ یَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِیْ وَاحِدٍ

اللہ پر یہ مشکل نہیں ہے کہ اپنے ایک ولی اللہ میں وہ پورا عالَم رکھ دے۔

معدہ را زیں ہم کہہ و جو باز کُن
خوردنِ ریحان و گُل آغاز کُن

اپنے معدہ کو کبھی گندم اور جَو سے خلاصی دو اور رَیحان و گُل کھانا شروع کرو، یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر و فکر اور اُن کی یاد میں آہ و فُغاں اہل اللہ سے سیکھو کیوں کہ گندم اور جَو سے تو خون اور فضلہ بنتا ہے مگر ذِکر اللہ سے قلب انوار سے بھر جائے گا اور جب دل اپنے قَبض و بَسط یعنی پمپنگ سے جسم میں خون سپلائی کرے گا تو رَگ رَگ میں خون کے ساتھ اللہ کا نور بھی دورہ کرے گا۔ پھر آپ کی گفتگو میں اللہ کا نور ہوگا، آپ کے ہنسنے میں اللہ کا نور ہوگا، آپ کے رونے میں اللہ کا نور ہوگا۔

میں کیا کہوں کہاں ہے محبت کہاں نہیں
رَگ رَگ میں دوڑی پھرتی ہے نَشتَر لئے ہوئے

یہ ہے وہ مُشک جس سے بندہ اللہ کے یہاں قیمتی ہو جاتا ہے۔ جب کسی ہرن کی ناف میں مُشک پیدا ہو جاتا ہے جو لاکھوں روپے کا ہوتا ہے تو اُس کی علامت کیا ہوتی ہے؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ جو امیر الاولیاء ہیں، سارے اولیاء اللہ اُن کی ولایت کو تسلیم کرتے ہیں اور اپنی تقاریر میں اللہ کی محبت کے مضامین پر اُن کے اشعار سے تزئین پیش کرتے ہیں۔

کیا کہوں اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ میری اُردو حق تعالیٰ کے کرم کی ممنون ہے، میں دہلی اور لکھنؤ کا صحبت یافتہ نہیں ہوں، ایک گاؤں میں پیدا ہوا ہوں جس کو دیہاتی حُوش کہتے ہیں۔

کیونکہ آنکھیں، چہرہ اور زبان قلب کے ترجمان ہیں، اگر قلب میں نسبت مع اللہ ہے تو آنکھیں جھک جائیں گی، حسینوں کو نہیں دیکھیں گی، استحضارِ عظمتِ الٰہیہ سے وہ اپنی دولتِ عشقِ الٰہی کی حفاظت پر مجبور ہیں جس طرح ہرن اپنے مُشک کی حفاظت پر مجبور ہے اور وہ جانتے ہیں کہ اِن حسینوں کے جسم کا فرسٹ فلور پُر فریب ہے اور اِن کے گراؤنڈ فلور میں گندگی کی گٹر لائنیں ہیں، اس لئے وہ ایمان فروشی نہیں کرتے، وہ اللہ کے ہاتھ بِک چکے ہیں ان کو اپنے بِکنے کا احساس ہے کہ:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ ﴾

ہر مومن کو اللہ نے خریدا ہوا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بِکے ہوئے مال ہیں، ہم دوبارہ اپنے کو نہیں بیچ سکتے اِن حسینوں سے، حُبِ جاہ سے، وزارت کی کرسیوں سے، سورج اور چاند سے، وہ دور ہی سے تاڑ لیتے ہیں کہ ہمارے ایمان کو نقصان پہنچانے والی کوئی شکل آرہی ہے اس لئے اللہ کی توفیق سے وہ چَوکنّا رہتے ہیں۔ چَوکنّا معنی چاروں کونوں پر نظر رکھتے ہیں کہ کس کونے سے بلا آرہی ہے، جس کونے سے بلا آئے گی اُن کی لا الٰہ اُس بلا کو بھگاتی رہے گی اور یہ اللہ کی طرف بھاگتے رہتے ہیں، غیر اللہ کو یہ لا الٰہ سے بھگاتے ہیں اور خود بھاگتے ہیں الا اللہ کی طرف الا اللہ سے ۔ اُن کے یہی دو کام ہیں کہ غیر اللہ کو بھگانا لا الٰہ سے اور خود بھاگنا اپنے اللہ کی

قلب میں نسبت مع اللہ کا مُشک پیدا ہو جاتا ہے واللہ پھر وہ اللہ سے غافل نہیں ہوتا، اللہ کے ساتھ بے وفائی نہیں کرتا، وہ حیا فروش نہیں ہوتا، ایمان فروش نہیں ہوتا، وہ ہر وقت مُشک فروش، گل فروش، دردِ نسبت فروش ہوتا ہے، دردِ نسبت کی خوشبو تقسیم کرتا ہے، محبت کی خوشبو پھیلاتا ہے، اُس کی زبان سے اللہ کی محبت کے دریا بہتے ہیں۔ جیسے ہرن مُشک کی دولت کی وجہ سے ہر وقت چوکنا رہتا ہے ایسے ہی اللہ والے بھی ہر وقت ہُشیار رہتے ہیں، اگر دور سے کسی حسین کو دیکھتے ہیں تو دُور ہی سے کانپنے لگتے ہیں کہ اللہ کی محبت کے مُشک کی میری یہ دولت کہیں ضائع نہ ہوجائے اور اُس حسین کی رہ گذر سے ہٹ کر دوسری رہ گذر سے گذر جاتے ہیں کیونکہ مُشکِ محبتِ الٰہیہ کی دولت انہیں حفاظت کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ اِس میں اُن کو مجاہدہ بھی نہیں ہوتا۔ اللہ کی محبت کے مُشک کی دولت اُن کو حفاظت پر مجبور کر دیتی ہے کہ کہیں میری یہ دولت چھن نہ جائے کیونکہ یہی دولت تو بتاتی ہے کہ وہ صاحبِ دولت ہیں، صاحبِ نسبت ہیں، صاحبِ مُشکِ محبت ہیں۔ وہ قلبِ ویران سینہ میں نہیں رکھتے، اُن کی آنکھیں اُن کی نسبت مع اللہ کی غماز ہوتی ہیں، اُن کی گُفتار، اُن کی رفتار کہے دیتی ہے کہ اُن کے قلب میں کیا دولت ہے ؎

کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی
ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے

کیونکہ آنکھیں، چہرہ اور زبان قلب کے ترجمان ہیں، اگر قلب میں نسبت مع اللہ ہے تو آنکھیں جھک جائیں گی، حسینوں کو نہیں دیکھیں گی، استحضارِ عظمتِ الٰہیہ سے وہ اپنی دولتِ عشقِ الٰہی کی حفاظت پر مجبور ہیں جس طرح ہرن اپنے مُشک کی حفاظت پر مجبور ہے اور وہ جانتے ہیں کہ اِن حسینوں کے جسم کا فرسٹ فلور پُر فریب ہے اور اِن کے گراؤنڈ فلور میں گندگی کی گٹر لائنیں ہیں، اِس لئے وہ ایمان فروشی نہیں کرتے، وہ اللہ کے ہاتھ بِک چکے ہیں ان کو اپنے بکنے کا احساس ہے کہ:

﴿ اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَھُمۡ ﴾

ہر مومن کو اللہ نے خریدا ہوا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بِکے ہوئے مال ہیں، ہم دوبارہ اپنے کو نہیں بیچ سکتے اِن حسینوں سے، حُبِ جاہ سے، وزارت کی کرسیوں سے، سورج اور چاند سے، وہ دور ہی سے تاڑ لیتے ہیں کہ ہمارے ایمان کو نقصان پہنچانے والی کوئی شکل آرہی ہے اس لئے اللہ کی توفیق سے وہ چَوکنّا رہتے ہیں۔ چَوکنّا معنی چاروں کونوں پر نظر رکھتے ہیں کہ کس کونے سے بلا آرہی ہے، جس کونے سے بلا آئے گی اُن کی لا الٰہ اُس بلا کو بھگاتی رہے گی اور یہ اللہ کی طرف بھاگتے رہتے ہیں، غیر اللہ کو یہ لا الٰہ سے بھگاتے ہیں اور خود بھاگتے ہیں الا اللہ کی طرف الا اللہ سے ۔ اُن کے یہی دو کام ہیں کہ غیر اللہ کو بھگانا لا الٰہ سے اور خود بھاگنا اپنے اللہ کی

طرف الا اللہ سے۔ اسی کا نام تصوف ہے کہ بھاگو اور بھگاؤ۔ حضرت یوسف علیہ السلام غیر اللہ سے بھاگے تھے، اُس بھاگنے کی برکت سے سب تالے ٹوٹ گئے، شاہی تالے ٹوٹے ہیں معمولی نہیں ؎

شیخ پینے کا ارادہ تو کریں
حوضِ کوثر سے منگالی جائے گی

نسبت مَعَ اللہ کے آثار

ارے دوستو کچھ ہمت تو کرو اللہ کے راستہ میں۔ اللہ تعالیٰ کی ایسی نصرت آئے گی کہ آپ خود حیران ہوجائیں گے، آپ خود اَنگشتِ بدَنداں ہوں گے کہ یااللہ میری تو یہ حالت تھی کہ میں کسی حسین سے نظر نہیں بچاتا تھا اب یہ میرے قلب میں کیا ہو رہا ہے، آپ کی تشریف آوری کے آثار نظر آتے ہیں، سورج کی آمد کے آثار سورج کی سرخیاں بتاتی ہیں اور اللہ والوں کے قلب میں اللہ تعالیٰ کے مُتَجَلّٰی ہونے کے آثار اُن کے خونِ آرزو کی توفیق بتاتی ہے، اُن کو ہمت اور حوصلہ ہوتا ہے کہ شکستِ آرزو کریں گے، شکستِ دل کریں گے، خود ٹوٹ جائیں گے اپنے مولیٰ کے قانون کو نہیں توڑیں گے۔ اب یہاں ایک شعر یاد آیا۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ غالبؔ نے کہا تھا کہ ؎

ہے خبر گرم اُن کے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

حضرت نے فرمایا کہ یہ شعر کیا ہے، میرا شعر سنو۔

بجھ گیا خود میں اُن کے آنے پر
شکر ہے گھر میں بوریا نہ ہوا

یعنی جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا خطرہ ہوا تو ہم نے اپنے دل کو اللہ کے لئے بجھا دیا کہ اے اللہ ہمارا دل تو ٹوٹے گا لیکن ہم آپ کے قانون کو نہیں توڑیں گے، ہم گوہرِ حق بامرِ حق توڑ دیں گے۔ جس نے اِن حسینوں کو پیدا کیا اور موتی کی طرح بنایا اُسی خالقِ گہر نے حکم دیا کہ اِن کو مت دیکھنا، اپنا دل توڑ دینا مگر میرا قانون نہ توڑنا۔

گوہرِ حق را بامرِ حق شکن
بر زجاجہ دوست سنگِ دوست زن

اللہ تعالیٰ کے اِن موتیوں کو، اِن حسینوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ سے توڑ دو، یعنی اِن کو مت دیکھو اور یہ سوچو۔

امرِ حق بہتر بہ قیمت یا گہر

اللہ کا حکم زیادہ قیمتی ہے یا یہ حسین موتی زیادہ قیمتی ہیں جہاں تم وَضۡعُ الشَّیۡءِ فِیۡ غَیۡرِ مَحَلِّهٖ کرتے ہو۔ وَضۡعُ الشَّیۡءِ فِیۡ غَیۡرِمَحَلِّهٖ کے معنی ہیں کہ تمہارے جو اعضاء تابع فرمانِ خدا ہونے چاہئیں اگر اُن کو اللہ کی نافرمانی کے مواقع میں استعمال کرتے ہو تو یہی ہے غیرمحل میں اِن کا استعمال۔ تو وَضۡعُ الشَّیۡءِ فِیۡ غَیۡرِ مَحَلِّهٖ سے کیسے بچوگے؟ غیرمحل کے پاس سے اپنی شئی لے کر بھاگو، نہ شئی رہے

نہ محل رہے تو پھر وَضْعُ الشَّیءِ فِیْ غَیْرِ مَحَلِّہٖ کیسے ہوگا۔

غیر اللہ سے فرار کی لذّت

یہ فَفِرُّوْا اِلَی اللہِ کی تفسیر ہے اَیْ فَفِرُّوْا عَمَّا سِوَی اللہِ اِلَی اللہِ بھاگو غیر اللہ سے اللہ کی طرف۔ غیراللہ سے فرار میں بھی ایک لذّت ہے۔ اُس بچہ سے پوچھو جو دشمنوں سے خود کو چھڑا کر اپنے ابّا کی طرف بھاگتا ہے تو اُس بھاگنے میں اُس کو کیا لذّت ملتی ہے، جتنا دشمنوں سے دور اور ابّا سے قریب ہوتا جاتا ہے اُس کی لذّت بڑھتی جاتی ہے۔ ایسے ہی جو بندے گناہ کو دیکھتے ہی، دور سے حسینوں پر نظر پڑتے ہی اللہ کی طرف بھاگتے ہیں اُن کو کیا لذّت ملتی ہے، کیا تجلّی اُس فرار پر نازل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو وہ تجلّی عطا فرمائے۔ جیسا کہ آٹھ سو برس پہلے جلال الدین رومی نے فرمایا جب ایک تجلّی حالتِ ذکر میں اُن کے قلب پر نازل ہوئی اور اُن کو اتنا مزہ آیا کہ سارا عالَم اُن کی نگاہوں سے گر گیا تو حالتِ وجد میں یہ شعر فرمایا ؎

نہ من مانم نہ دل ماند نہ عالَم
اگر فردا بدیں خوبی در آئی

اے اللہ نہ میں رہوں گا، نہ میرا دل رہے گا، نہ یہ عالَم رہے گا اگر کل بھی آپ اِسی خوبی سے تشریف لائے یعنی اگر دوبارہ ایسی قوی تجلّی آپ نے نازل فرمائی۔

یہ لینے کی چیزیں ہیں بھائی! یہ شیطان ہمیں کہاں لے جارہا ہے؟ کہاں جانے کا حکم ہے اور کہاں جا رہے ہو۔ لوٹ لو اِس عالَم میں غَضِّ بَصَر کی دولت کو لوٹ لو۔ جنّت میں حلاوتِ ایمانی کی یہ دولت نہیں ملے گی کیونکہ وہاں غَضِّ بَصَر کا کوئی حکم نہیں ہے۔ جنّت میں شَرِیعت نہیں ہے کیونکہ جنّت دَارُ الجزا ہے دَارُ العمل ختم۔ لہٰذا اِس دنیا میں ہی نگاہوں کی حفاظت کر کے نامَحرَموں سے نظر بچا کر حلاوتِ ایمانی کی مِٹھاس لوٹ لو۔

نامَحرَموں سے شَرعی پردہ کی تاکید

اب رہ گیا یہ سوال کہ کیا اپنے بھائیوں کی بیویوں کے ساتھ ایک دسترخوان پر بیٹھ کر ڈِش بھی نہ کھائیں۔ جیسا کہ آج کل بعض گھر والے اُس بے چارے پر طَعن کرتے ہیں کہ جو داڑھی رکھ لیتا ہے اور گول ٹوپی پہن لیتا ہے، اللہ اللہ کرتا ہے اور اللہ کے حکم غَضِّ بَصَر پر عمل کرتا ہے اور نا مَحرَم یعنی اپنی بھابی، ممانی، چچی، چچا زاد، خالہ زاد بہنوں وغیرہ سے اپنی آنکھوں کی احتیاط کرتا ہے اور اُن کے قریب بھی نہیں بیٹھتا کیونکہ یہ حُسن کا مرض ایسا ہے کہ اگر دس فٹ پر بھی بیٹھے رہو اور معلوم ہوجائے کہ یہاں ایک نامَحرَم عورت ہے تو اُس کی گرمی وہاں تک پہنچتی ہے۔ انگیٹھی کی گرمی حدودِ انگیٹھی تک نہیں رہتی، حدودِ انگیٹھی سے

تجاوز کر کے دُور تک پہنچنے میں کوشاں اور رَواں دَواں ہوتی ہے ورنہ دُھواں تو دیتی ہی ہے اور اللہ والے دُھویں سے بھی بچتے ہیں۔ بعض لوگ نادانی سے کہتے ہیں کہ ایک دسترخوان پر چار بھائی اور اُن سب کی بیویاں بیٹھ جائیں۔ بھائی ایک طرف ہوجائیں اور بیویاں دوسری طرف ہوجائیں لیکن ذرا اِس پر عمل کر کے دیکھو، اگر دل کو نقصان نہ پہنچے تو کہنا۔ اللہ تعالیٰ نے کیوں فرمایا کہ:

﴿ تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَقْرَبُوْھَا ﴾

قرآن پاک کی آیت ہے کہ گناہوں کی حُدُود سے بہت فاصلہ رکھو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا مانگی:

﴿ اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ﴾

اے اللہ میرے اور میری خطاؤں کے درمیان میں مشرق اور مغرب کا فاصلہ کردے۔ کیا مطلب؟ تعلیق مُحال بالمُحال ہے کہ نہ مشرق مغرب کبھی ملیں گے نہ ہماری اُمّت کے لوگ کبھی گناہوں سے منہ کالا کریں گے۔ یہ کیا وجہ ہے کہ کسی نے آپ کو غلط اور نامناسب جگہ مثلاً نامَحرموں کے ساتھ بیٹھا دیا تو آپ کیوں تَسَامُح کے ساتھ آرام سے بیٹھے ہیں، آپ نے کیوں فاصلہ نہیں رکھا، کیوں اُس وقت آپ کو بھاگنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ یاد رکھو شَرِیعت کے حکم میں ماں باپ کو بھی حق نہیں ہے کہ دخل اندازی کریں۔ بتاؤ ماں باپ بڑے ہیں یا اللہ بڑا ہے۔ لہٰذا بیٹوں کو اپنے ماں باپ

سے بہت ہی اَدَب کے ساتھ، بے اَدَبی سے نہیں، اِکرام کے ساتھ میٹھی زبان میں کہہ دینا چاہئے کہ میری پیاری امّاں، میرے پیارے ابّا ہمارے ربّا کا حکم یہ ہے اِس لئے ہم مجبور ہیں، آپ کا پاخانہ پیشاب اُٹھانے کے لئے تیار ہوں، آپ پر جان مال فِدا کرنے کے لئے تیار ہوں مگر اے میرے ماں باپ اللہ کی نافرمانی میں مجھے ڈال کر جہنم کے راستہ پر نہ لے جایئے۔ فتویٰ لے لو تمام علمائے دِین سے۔ اب کوئی کہے کہ گھر چھوٹا ہے الگ الگ کھانے کے لئے اتنے کمرے نہیں تو اوقات یعنی ٹائمنگ بدل دو۔ ایک وقت میں عورتیں کھالیں، اُس کے بعد فوراً مرد کھالیں یا مرد پہلے کھالیں عورتیں بعد میں کھالیں۔ ایک ہی وقت میں کھانا کیا ضروری ہے۔ کہیں جماعت سے کھانا واجب ہے۔ نماز جماعت سے واجب ہے یا کھانا بھی واجب ہے؟ خوب سُن لو خوب سُن لو اور خوب سُن لو۔

تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے نبی کو صَحابہ کو دِین سِکھانے کے لئے آرام سے بے آرام کیا۔ معلوم ہوا کہ دعوت اِلی اللہ وہی کرسکتا ہے جس کو اللہ کی راہ میں تکالیف اٹھانے کے حوصلے ہوں۔ بتاؤ کیا ایرکنڈیشنوں میں جہاد ہوسکتا ہے، سفر کی تکلیفیں گوارا ہوسکتی ہیں؟ تو وَاصۡبِرۡ کا لفظ نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کا راستہ بتادیا کہ دین پھیلانے اور محبت سِکھانے میں صبر بھی کرنا پڑے گا،

کبھی مخلوق سے گالیاں بھی سُننا پڑیں گی، کبھی او مُلّا بے وقوف ہمیں کہاں لے جا رہا ہے سب سُننا پڑے گا اور برداشت کرنا پڑے گا۔ وہ بے وقوف کہیں لیکن تم نہ کہو بے وقوف۔ تم یہی کہو کہ ؎

تنہا نہ چل سکیں گے محبت کی راہ میں
میں چل رہا ہوں آپ میرے ساتھ آیئے

کچھ دن ساتھ رہ کر دیکھئے، آپ کو پتہ لگ جائے گا، آپ کو بیوقوفیوں کا صحیح ایڈریس مل جائے گا کہ آپ بے وقوف ہیں یا میں بے وقوف ہوں۔

وہ خوش نصیب صحابہ جن کے پاس بیٹھنے کا نبی کو حکم ہو رہا ہے اُن کا حلیہ کیا تھا؟

(۱) اَشْعَثُ الرَّأْسِ غربت و افلاس کی وجہ سے اُن کے بال بکھرے ہوئے تھے اور

(۲) جَافُ الْجِلْدِ سوکھی روٹی کھانے سے اُن کی جِلد خشک تھی۔

(۳) کَانُوْا ذَاالثَّوْبِ الْوَاحِدِ ایک ایک ہی کپڑے میں تھے۔

کسی کا کُرتہ تھا تو لُنگی نہیں تھی مگر جتنے اعضاء جسم چُھپانا واجب تھے وہ چُھپے ہوئے تھے۔ تو تین ڈیزائن ہوگئے۔ بکھرے بال تیل کنگھی نہ ہونے سے اور خشک کھال بوجہ فاقہ و افلاس اور ایک لباس کہ اُن کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ کُرتہ بھی ہو تو اِزار بھی ہو۔ کسی کے پاس اِزار تھا تو کُرتہ نہیں تھا، کُرتہ تھا تو اِزار نہیں تھا لیکن اُن کی قیمت کیا ہے؟ بڑے بڑے مال والو! اور اپنے

لباسوں اور مرسیڈیز کاروں سے قیمت لگانے والو! اُن کا مقام اور اُن کی قیمت دیکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ آپ گھر سے بے گھر ہوکر آرام چھوڑ کر تکلیف اُٹھا کر صبر کرکے میرے اُن عاشقوں میں جاکر بیٹھئے اور اُن عاشقانِ خدا اور متلاشیانِ خدا کو ادائے عشق و محبت زبانِ نبوت سے سکھائیے۔ یہ میری تلاش میں ہیں، یہ یَبْتَغُوْنَ ہیں، یہ مجھ کو ڈھونڈ رہے ہیں اُن کو جاکر اپنی زبانِ نبوت سے میرا پتہ دیجئے کہ ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟ میرے ملنے کا یہ پتہ میرا نبی جائے اور اُن کو بتائے۔

اللہ کے عاشقوں کی دو علامات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً گھر سے نکلے اور جا کر مسجدِ نبوی میں تلاش کرنے لگے جہاں وہ صحابہ ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے دریافت فرمایا اے صحابہ تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو۔چونکہ اللہ تعالیٰ نے اُن عاشقوں کی دو علامات وحی الٰہی کے ذریعہ سے بتادی تھیں اس لئے اُن علامات کی آپ تفتیش کر رہے تھے تاکہ اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق اُن کے عاشق ہونے کی تصدیق ہوجائے۔ وہ دو علامات کیا تھیں؟ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ اے نبی میں آپ کو جن کے پاس بھیج رہا ہوں یہ غیر نہیں ہیں، میں آپ کو اپنے عاشقوں

میں بھیج رہا ہوں، غیروں میں نہیں بھیج رہا ہوں لہٰذا مئے مُرشد میں اور مئے حق میں آج آمیزش ہوگی، جس سے نَشَہ بڑھایا جائے گا۔

نَشَہ بڑھتا ہے شرابیں جو شرابوں میں ملیں
مئے مُرشد کو مئے حق میں ملا لینے دو

یہ مئے حق پی رہے ہیں آپ جایئے اور اُن کو مئے مُرشد دیجئے تاکہ اُن کی شراب دو آتشہ ہو کر اور زور دار ہو جائے۔

آپ نے دونوں علامات قرآن پاک کی وحی کے تھرمامیٹر سے ملائیں اور سب سے پہلا سوال کیا کہ اے صحابہ یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ اُنہوں نے کہا کہ ہم یہاں اللہ تعالیٰ کو یاد کررہے ہیں یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ کے تھرمامیٹر نے بتا دیا کہ پہلی علامت موجود ہے پھر دوسری علامت اللہ تعالیٰ نے بتائی تھی یُرِيْدُوْنَ وَجْهَه' کہ اُن کے قلب میں صرف میں مراد ہوں، میرے سوا دنیا کی کوئی چیز اُن کی مراد نہیں ہے، اُن کا ارادہ اور منزلِ مراد میری ذات ہے۔ یہ سارے کے سارے مرید ہیں مگر ارادہ کس چیز کا کئے ہوئے ہیں؟ میری ذات کا، میری تلاش میں ہیں، میری منزل کی تلاش میں ہیں، اُن کی منزلِ مراد صرف میں ہوں، آپ جاکر اُن کو منزل کی رسائی نصیب کیجئے۔ نصیب میری طرف سے ہے رسائی آپ کی طرف سے ہے کیونکہ آپ پیغمبر ہیں، آپ کو راہبر بنا کر بھیج رہا ہوں۔ جب دونوں علامتیں مل گئیں تو

مضمونِ سلوک طے ہوگیا کہ جس کو اللہ کو ڈھونڈنا ہے، اللہ کو پانا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دو عنوان کا مُعَنوَن ہونا ہے کہ ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟

وُصُولِ الی اللہ کے لئے ضروری اعمال

(۱) محبت اور صحبت شیخ

اِس کے لئے تین عمل ضروری ہیں۔ (۱) مُرشِد کی محبت و صحبت مگر کون مُرشِد؟ جو اپنے گھر سے بے گھر ہوکر اپنے مریدوں کو وقت دینے پر صبر کرتا ہو۔ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ الخ اُن لوگوں کےساتھ صبر کرکے بیٹھئے۔ یہ اَلَّذِیْنَ کیسا ہے؟ یہ صحابہ کا وہ اَلَّذِیْنَ ہے جو صحبتِ پیغمبر اور سید الانبیاء کی مَعِیَّت سے مُشرَّف ہو رہا ہے، یہ اَلَّذِیْنَ کے وہ افراد ہیں، اِسم موصول کے اِبہام کی وہ توجیہات ہیں کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مَعِیَّت سے، پیغمبر کی روحانی نسبت کی قوی سے قوی تَجَلّی رکھنے والی خدا دیدہ آنکھوں کے ساتھ اُن کی مَعِیَّت اور اُن کا رابطہ ہورہا ہے۔ مچھلیوں سے محروم تالاب کی سرحدیں جب اُس تالاب سے ملیں گی جو مچھلیوں سے مُشرَّف ہے تو جس ڈیزائن اور جس مقدار اور جس کیفیات اورجس ذوقیات کی مچھلیاں اُس میں ہوں گی وہ سب اُس محروم تالاب میں داخل ہوجائیں گی۔ تو سید الا نبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

دریائے قلبِ نبوّت میں قُربِ الٰہی کی جتنی مچھلیاں تھیں صحابہ نے اُس قلبِ مبارک سے اپنے دل ملا دیے۔

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کردے
یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے

صحابہ کرام نے اپنے دل پیش کردیئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دریائے قلبِ نبوّت کی معرفت و محبت اور خشیت کی تمام مچھلیاں صحابہ کے قلوب میں داخل ہوگئیں اور وہ مچھلیاں آج تک سینوں سے سینوں میں منتقل ہورہی ہیں۔ یہ کتابوں سے منتقل نہیں ہو رہی ہیں۔ اس کی کیا دلیل ہے؟ اپنے زمانے کے امام بیہقی اور مُفسّرِ عظیم، تفسیرِ مظہری کے مُصنّف علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علمِ نبوّت تو مدرسوں سے اور کتابوں سے پاجاؤ گے لیکن نورِ نبوّت اوراقِ کُتب سے حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ کسی کاغذ میں دَم نہیں ہے جو حق تعالیٰ کے نور کا حامل ہو سکے، کاغذ میں طاقت نہیں ہے کہ وہ اللہ کے نور کو برداشت کرلے، یہ اللہ والوں کے دل ہوتے ہیں جو حق تعالیٰ کے نور کو برداشت کرلیتے ہیں، اس لئے عہدِ نبوّت سے یہ نور سینوں سے سینوں میں، قلوب سے قلوب میں منتقل ہورہا ہے۔ مدارسِ دینیہ سے تم لوگوں نے جو علمِ نبوّت حاصل کیا یہ ابھی آدھا علم ہے، جب نورِ نبوّت ملے گا تب نور کامل ہوگا اور علم پرعمل کی ہمت آئے گی اور نورِ نبوّت

صرف سینۂ اہل اللہ سے ملتا ہے۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں:

علم ظاہر صلی اللہ علیہ وسلم از مدارس دینیہ بجوید واما نور باطن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از سینۂ درویشاں باید جست.

علمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم تو مدارس دینیہ سے حاصل کرو لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ باطن درویشوں کے سینوں سے حاصل کرنا چاہئے۔

صبح وشام کے معمولِ ذکر کا راز

تو اللہ تعالیٰ نے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو علامتیں بیان فرمائیں یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ کہ یہ صبح و شام مجھے یاد کرتے ہیں۔ تو یہ صبح و شام کیوں فرمایا؟ یہ کیوں نہیں فرمایا کہ دوپہر کو بھی یاد کرتے ہیں؟ تو بات یہ ہے کہ صبح وشام کا ذکر زیادہ موثر اور زیادہ مفید ہے کیونکہ اُس وقت فرشتوں کی ڈیوٹی بدلتی ہے۔ رات بھر جو فرشتے مقرر ہیں صبح اُن کی ڈیوٹی بدل جاتی ہے، یہ آسمان کی طرف واپس جاتے ہیں اور فرشتوں کی دوسری جماعت آتی ہے اور ایسے ہی مغرب کے وقت ڈیوٹی بدلتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے صبح و شام کی علامت بتائی کہ میرے عاشق بڑے ہوشیار اور باعقل ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ جب فرشتوں کی ڈیوٹی بدلے اور یہ مولیٰ کے پاس جائیں تو یہ ہماری حالت ذکر کی شہادت اورحالتِ ذکر

کی گواہی پیش کریں کہ ہم آپ کے عاشقوں کو آپ کی یاد میں اشکبار اور آپ کے ذکر سے سرشار چھوڑ کر آرہے ہیں لہٰذا اپنی رحمت کا آبشار اپنے عاشقوں پر برسائیے کیونکہ یہ اپنی بڑی بڑی خواہشوں کے قلعوں کو مسمار کرچکے ہیں اور اپنے خونِ آرزو سے اپنے دل کو لال کرچکے ہیں، آفاقِ قلب کو سرخ کرکے آپ کے آفتابِ قُرب کے مستحق ہوچکے ہیں کیونکہ جب اُفق سرخ ہوتا ہے تو دُنیا کو آپ سورج دیتے ہیں۔ یہ اپنے قلب کے اُفق کو خونِ آرزو سے یعنی بڑی خواہشات کے خون سے سرخ کرکے آپ کی طرف سے عطائے خورشیدِ قُرب و نسبت کا مشتاقانہ انتظار کررہے ہیں کہ کب آپ کا آفتاب آپ کی طرف سے نکلے گا۔ اُن کے دِلوں کے خونِ آرزو کی سرخیوں سے طلوع ہونے والا یہ آفتاب کافر نہیں پائے گا۔ آسمان کا آفتاب تو کافر بھی دیکھتا ہے لیکن اللہ والوں کے دل میں خونِ آرزو کی سرخیوں سے جو آفتابِ قُرب نکلتا ہے اُس آفتاب سے صرف ولی اللہ ہی مُستفید ہوتا ہے کہ اُس کا قلب اُس آفتابِ قُرب کا مطلع ہوتا ہے اور جو اُس ولی اللہ کے طالبین اور مریدین ہوتے ہیں وہ بھی اُس کے آفتابِ قُربِ الٰہیہ سے مُستفید ہوتے ہیں اور اُن کے دِل اِسی آفتاب سے لعل و گُہر بنتے ہیں۔
یہ ہے اِس شعر کی شرح کہ ؎

گر تو سنگِ خارا و مرمر بوی

اے انسانو! اگر تم سنگ اور پتھر اور بالکل بے قیمت ہو لیکن کسی اہلِ دِل کے پاس بیٹھو گے، اللہ والے کے پاس بیٹھو گے تو کیا ہو جاؤ گے۔

گر بہ صاحبِ دِل رَسی گوہر شَوی

اگر اللہ والوں کے پاس بیٹھو گے تو موتی بن جاؤ گے لیکن اِس موتی بننے کا راز وہی ہے کہ اِس آسمانِ دُنیا کا آفتابِ مَشیت الٰہیہ لئے ہوئے پہاڑ کے ذرّوں پر اثر انداز ہوتا ہے پھر وہی ذرّے لعل میں تبدیل اور کنورٹ (Convert) ہو جاتے ہیں اور اُسی پہاڑ کے کنکر پتھر اگر پانچ روپیہ گدھا گاڑی بِکتے ہیں تو یہ پانچ لاکھ کا ایک تولہ ملتا ہے۔ ایسے ہی شیخ کے پاس جو بیٹھتے ہیں تو اُس شیخ کے قلب کا آفتاب اُن کے قلب پر اثر انداز رہتا ہے جس کا خود شیخ کو بھی پتہ نہیں ہوتا اور نہ مرید کو پتہ چلتا ہے مگر شیخ کے قلب کے آفتاب کی شعاعیں حق تعالیٰ کی مَشیت لئے ہوئے مریدوں کے دِل پر اثر انداز رہتی ہیں اور آہستہ آہستہ اُن کا دِل لعل بنتا رہتا ہے اور کچھ دن بعد پتہ چلتا ہے کہ۔

تُو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فَراواں کردیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کردیا

اور میرا شعر سنو۔

بعد مُدّت کے ہوئی اہلِ محبت کی شناخت
خاک سمجھا تھا جسے لعلِ بدخشاں نکلا

جس کو ہم نے خاک سمجھا تھا، مٹی کا پتلا سمجھا تھا کہ معمولی سا
ملّا ہے لیکن پھر اُسی کے باطن میں اللہ تعالیٰ نسبت کا لعلِ بدخشاں
عطا کرتا ہے اور اُسی سے لاکھوں ولی اللہ پیدا ہوتے ہیں۔ وہ مر کے
خالی نہیں جاتا، لاکھوں ولی اللہ، اللہ اپنے کرم سے اُس کے ذریعہ
بنا کر پھر اللہ اُس کو اپنے پاس بلاتے ہیں۔

صحابہ کا مقامِ محبوبیت

تو دوستو یہ عرض کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
قرآن پاک کی آیت سے جب علامت بتلائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اے صحابہ! اے بکھرے ہوئے بال والو اور ایک کپڑے
میں غریبی سے گذر کرنے والو اور فاقہ سے اپنی کھالوں کو خشک
کرنے والو! اور اللہ کے عشق و محبت میں مشغول رہنے والو سُن لو کہ
آسمان پر تمہارا کیا مقام ہے۔ زمین والے تمہیں کیا پہچانیں گے۔
زمین والے تو کہیں گے کہ یہ بڑی غریبی اور بہت مصیبت میں ہیں
مگر اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ نبوت سے اپنی قیمت
لگاؤ، تمہاری قیمت آسمان سے لگ کر آرہی ہے کہ اپنے سید الانبیاء
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گھر سے بے گھر کر کے تمہارے پاس بیٹھنے
کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اسی سے اپنی قیمت کا اندازہ کرلو۔ قیصر و کسریٰ
کے بادشاہوں کے پاس اللہ نے مجھ کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا، ایران و مصر
کے بادشاہوں کے پاس بیٹھنے کا مجھ کو حکم نہیں دیا۔ تم بکھرے ہوئے

بال والوں اور پیٹ پر پتھر باندھنے والوں اور خشک کھال والوں اور ایک لباس میں اعضائے مستورہ کو چھپانے والوں کے پاس اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹھنے کا حکم دیا ہے کہ آج تمہارا نبی یہ شکر ادا کررہا ہے کہ میں اُس اللہ کا شکر گذار ہوں جس کی اُمّت میں اتنے اونچے اولیاء اللہ پیدا ہوگئے جن کے پاس خود نبی کو جانے کا حکم ہو رہا ہے۔ مریدین کو حکم نہیں ہو رہا ہے کہ تم مُرشد کے پاس جاؤ تمہارے مُرشد کو اور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم ہو رہا ہے کہ جائیے آپ میرے عاشقوں کے پاس جائیے جن کے پاس میرے عشق کی کرامت ہے۔ یہ میرے عاشق ہیں، آپ اُن کے پاس میری محبت کی خوشبو پائیں گے لہٰذا مجھے تمہارے پاس بھیجا گیا اس سے تم اپنی قیمت کا اندازہ لگالو۔ اللہ کے یہاں قیمتی وہی ہے جس سے اللہ خوش ہو، ڈش کھانے سے قیمت نہیں ہوتی، لباسوں سے اور بلڈنگوں سے اور مرسیڈیزوں سے قیمت نہیں ہوتی، قیمت اُس سے ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہے۔ اللہ صَحابہ سے اِتنا راضی ہوا کہ اپنے پیغمبر کو تعلیمِ نبوت کے لئے اور پھولِ محمدی میں بسانے کے لئے اُن کو پھول کے پاس نہیں لایا گیا خود پھول کو حکم ہو رہا ہے کہ آپ اپنی نسبت مع اللہ، نسبتِ نبوت، نسبتِ وِلایت النبوۃ کا پھول لئے ہوئے مسجدِ نبوی میں میرے عاشقوں کے پاس تشریف لے جائیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ہمارے اندر سچی طلب ہو تو اللہ تعالیٰ مُرشدین کو آپ کے پاس بھیج دیں گے۔

اگر ہیں آپ صادق اپنے اقرارِ محبت میں
طلب خود کر لئے جائیں گے دربارِ محبت میں

آپ لوگ اللہ کے ایسے پیارے ہیں کہ جن کے پاس خدا نے مخلوق میں اپنے سب سے پیارے کو بھیجا ہے۔ میں ساری مخلوق میں اللہ کا سب سے پیارا ہوں مگر تم کتنے پیارے ہو کہ سب سے بڑے پیارے کو پیاروں کے پاس بھیجا جارہا ہے اِس سے ذرا تم اپنی اپنی شانِ محبوبیت کا اندازہ لگاؤ اور مجھے تمہارے پاس کیوں بھیجا گیا، اپنے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے پاس کیوں بھیجا؟ تاکہ تمہاری نسبتوں میں، تمہارے قلب و روح میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام خوشبو آجائے کیونکہ اے صحابہ! تمہارے ذریعہ سے ہم کو اسلام آگے بڑھانا ہے، تم ہمارے نبی کے شاگردِ اوّل ہو لہٰذا تمہارے اندر میں اپنے نبی کی خوشبو کو، نبوت کے پھول کی پوری پوری خوشبو اور ہر قسم کی خوشبو کو بسانا چاہتا ہوں کہ یہ خوشبو تمہاری روح میں اتنی بس جائے کہ قیامت تک تمہارے ذریعہ سے سارا عالَم میری خوشبوئے محبت سے سرشار اور مست ہوتا رہے۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوسرا اِنعام کیا عطا فرمایا کہ تم خوش ہوجاؤ کہ تم رضی اللہ عنہ بھی ہو اور رضوا عنہ بھی ہو یعنی اللہ تم سے راضی ہے اور تم اللہ سے راضی ہو۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی کو مقدم فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کے

طریقہ کو چھوڑ کر چلنا اللہ کی مرضی کا رجسٹرڈ راستہ چھوڑنا ہے۔ جس نے صَحابہ کا طریقہ چھوڑا اور اپنی خاندانی، ملکی، قومی و بین الاقوامی رُسومات کو جاری کیا تو سمجھ لو اُس شخص نے اللہ کی مرضی اور خوشی کا رجسٹرڈ اور مُستَنَد راستہ چھوڑ دیا۔

وہ ہی رستے مُستَنَد مانے گئے
جن سے ہوکر تیرے دیوانے گئے
لَوٹ آئے جتنے فَرزانے گئے
تابہ منزل صرف دیوانے گئے
آہ کو نسبت ہے یہ عُشّاق سے
آہ نکلی اور پہچانے گئے

یہ آہ کب نکلتی ہے؟ جب جاہ اور باہ مِٹ جائے تب آہ پیدا ہوتی ہے اِس کا مرکز اور اِس کا مٹیریل تو دیکھو۔ اللہ تک جو آہ پہنچنے والی ہے کہ ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟ یہ وہ آہ ہے جس پر دو پردے پڑے ہوئے ہیں ایک حبِ جاہ کا کہ میں بڑا آدمی بن جاؤں اور دوسرا حبِ باہ کا کہ میرے نفس کی ساری ڈیمانڈ، ہر بُری خواہش پوری ہوجائے، نہ دیکھوں حلال نہ دیکھوں حرام، وَضۡعُ الشَّیۡءِ فِیۡ غَیۡرِ مَحَلِّہٖ کرتا رہوں یعنی اپنی شئے کو غیر محل میں استعمال کرتا رہوں، مجھے کوئی پابند نہ کرے، میں ایک سانڈ بن کر زندگی گذارنا چاہتا ہوں اگرچہ مولیٰ سے رانڈ ہوجاؤں لیکن سانڈ

کے مزے لے لوں۔ یہ بین الاقوامی گدھا ناقابلِ تلافی خسارے والا ہے اِلَّامَنْ تَابَ مگر جو توبہ کرلے وہ مُستثنیٰ ہے۔ توبہ کے معنی ہیں کہ جتنا دور اللہ کی منزل سے بھاگا تھا پھر لوٹ کر وہیں آگیا۔ توبہ نام ہے منزلِ قربِ خدا کی طرف لوٹ کر واپس آجانا۔ تو اب یہ خسارے میں کہاں رہا بھائی! اللہ کی منزل سے اُڑ کر گناہوں کی منزل میں چلاگیا تھا پھر خیال آیا کہ میں تو بہت ہی بے وقوف ہوں، فوراً لوٹا اور کہاں تک لوٹا؟ منزلِ قربِ خدا تک۔ جس منزل سے گیا تھا اسی منزل پر واپس آگیا لہٰذا اب اس کو حقیر مت سمجھو۔

عاشقانِ خدا کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان محبت

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آخر میں یہ اعلان فرمایا کہ اے صحابہ ایک خوشخبری اور سُن لو! نمبر ایک تو یہ کہ میں شکر کررہا ہوں کہ میری اُمّت میں اس قدر عظیم الشان اولیاء اللہ پیدا ہوگئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو اپنے رہائشی گھر سے بے گھر کرکے تمہارے اندر بیٹھنے کا حکم دے رہا ہے، سیّد الانبیاء کو اُستاد اور مُعلّم کو اور مُعلّم بھی کیسا کہ جس کی مثال نہیں ہے، ایسا مُعلّم آسمان نے کبھی نہیں دیکھا، زمین نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ زمین و آسمان کبھی دیکھیں گے اور فرمایا کہ دوسری خوشخبری یہ ہے کہ نبی کا مرنا جینا تمہارے ساتھ رہے گا۔ اختر کا شعر ہے۔

میری زندگی کا حاصل میری زیست کا سہارا
تیرے عاشقوں میں جینا تیرے عاشقوں میں مرنا

اختر کا یہ شعر اُس ذوقِ نبوت اور اُس اعلانِ نبوت کی شرح کررہا ہے۔ جس کو یہ ذوق نصیب نہ ہو تو وہ مرادِ نبوت، ذوقِ نبوت، مزاجِ نبوت، شوقِ نبوت سے محروم ہے۔

صحابہ کی شدتِ محبت کی ایک جھلک

آہ! نبی کا یہ اعلان اُن مفلس و نادار و بے نوا عاشقوں کے لئے کتنا بڑا انعام ہے۔ چنانچہ جب مکہ فتح ہوگیا تو صحابہ کو وسوسہ آنا شروع ہوا کہ اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مکہ شریف کے اصحاب و مہاجرین جب اپنے وطن جائیں گے تو پھر شاید واپس آنا مشکل ہے کیونکہ وطن کی محبت ایک طبعی بات ہے، ممکن ہے کہ طبعی تقاضوں سے مدینہ کی طرف واپسی کا پھر ارادہ نہ ہو۔ جب مکہ فتح ہوگیا اور مکہ مکرمہ پر اسلام کا جھنڈا لگ گیا تو مدینہ کے صحابہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک گذارش کی کہ ہمارے دل کو کچھ ایسے وَساوِس پریشان کررہے ہیں کہ ہمارا پیارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن کے لئے ہم نے جان دی، مال دیا اولاد کو یتیم کیا بیویوں کو بیوہ کیا، ہم نے ایک ایک دن میں سَتّر سَتّر شہادتیں احد کے دامن میں قبول کیں تو ایسا نہ ہو کہ ہمارا پیارا نبی اور نبی کے مکہ والے ساتھی کہیں اب

مکہ شریف کی محبت کی وجہ سے، وطن کی محبت کی وجہ سے کہیں مدینہ شریف واپس نہ ہوں اور مکہ ہی میں قیام ہوجائے اور مدینہ والوں کو گا ہے گا ہے اللہ کا رسول ملے اور مکہ والوں کو ہر وقت ملے۔ یہ ہمارے دلوں میں ایک خیال آرہا ہے اور پھر جوش میں ایک جملہ بھی کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم سے ہماری جانیں لے لیجئے، ہماری اولاد آپ پر قربان ہوجائے، ہمارے مال و دولت سب آپ پر قربان، پوری کائنات ہم آپ پر فدا کرنے کے لئے تیار ہیں مگر اے خدا کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ سے بڑھ کر ہمارے قلب میں اور کوئی عزیز اور عظیم دولت نہیں اس لئے ہم آپ پر انتہائی بخیل ہیں، ہم سے بڑھ کر آپ کی ذات پر کوئی بخیل بھی نہیں ملے گا، ہم آپ کو مکہ والوں کو نہیں دے سکتے۔ آپ ہمیں اتنے پیارے ہیں کہ آپ پر سخاوت کی ہمیں طاقت نہیں ہے۔ ہم آپ کی ذات کے معاملہ میں نہایت کنجوس ہیں۔ لفظ کنجوس کا اس سے بہتر استعمال شاید ہی دنیا میں کہیں ہوا ہو۔ صحابہ کے علاوہ کون اتنے قبیح لفظ کو اتنے حسین معنوں میں استعمال کرسکتا تھا۔ آپ کے آنسو بہہ پڑے اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے مدینہ والو ایسا خیال مت کرو۔ میں نے حکم الٰہی سے ہجرت کی ہے، بغیر خدا کے حکم کے ہم دوبارہ مکہ نہیں آسکتے۔ میرا مرنا جینا تمہارے ہی ساتھ ہوگا۔

ہندوستان سے ہجرت کرنے والے بھی سُن لیں۔ ہم نے ہجرت اللہ کے لئے کی ہے۔ اگر ہندوستان فتح ہوجائے تو آنا جانا تو رکھیں گے

مگر ہم پاکستان کو نہیں چھوڑیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ہم ناقلِ صحابہ ہیں، صحابہ کی طرح ہم دوبارہ لوٹ کر مستقلاً نہیں جائیں گے، آنا جانا رکھیں گے کیونکہ پاسپورٹ ویزا ختم ہوجائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ جب چاہا ریل پر بیٹھے، کراچی کی ریل سیدھے دہلی پہنچی۔ اللہ کے لئے کیا ہے، میری آہ کو اللہ تعالیٰ رائیگاں نہیں فرمائیں گے، اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔

تو صحابہ کی یہ تقریر مجھ کو اتنی پسند ہے کہ جس کو آج میں نقل کررہا ہوں اور اس کو بار بار نقل کرنے میں مزہ آتا ہے کہ اے خدا کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم ہر چیز پر سخی ہیں۔ اولاد بیوی بچے مال و دولت سب کچھ آپ پر قربان کرسکتے ہیں لیکن آپ کی ذات پاک ہمیں اتنی محبوب ہے کہ آپ کی ذات پر ہم نہایت کنجوس ہیں۔ اس معاملے میں ہم جیسا دنیا میں کوئی کنجوس نہیں ملے گا، ہم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم آپ پر سخاوت کردیں اور آپ کو مکہ والوں کو دے دیں۔ یہاں کنجوس کا لفظ اتنا پیارا استعمال ہوا ہے کہ جو اُردو کے ادیب ہیں اُن سے پوچھ لو۔ کنجوس اُس کو کہتے ہیں جو اپنی چیز نہ دے۔ آپ ہماری بڑی چیز ہیں ہم آپ کو کیسے اُن کو دے دیں۔

لہٰذا ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟ اِن تین آیتوں میں پوشیدہ اس اعلان کی تفسیر ہوگئی لہٰذا یہ تین وصف اپنے اندر لانے کی کوشش کرو:

اللہ کو پانے والوں کے تین اوصاف

(۱) **صحبتِ اہل اللہ:** اپنے مرشدین کے ساتھ دن گذارو، مَعِیَّت الذین میں داخل ہوجاؤ۔

(۲) **اہتمام ذکراللہ:** ذکر اللہ جو شیخ بتا دے اُس میں کبھی ناغہ نہ کرو، تھوڑی دیر ہی سہی، دس منٹ ہی سہی۔ صبح و شام فرشتوں کی ڈیوٹی بدلتی ہے تاکہ فرشتے جاکر کہہ سکیں کہ ہم آپ کے الذین کے افراد کو چھوڑکر آئے ہیں جو یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ ہیں آپ کی یاد میں لگے ہوئے ہیں یہ وہ الذین ہیں جو یَدْعُوْنَ ہیں۔

(۳) **اجتناب ازغیراللہ:** اور اِس کے بعد یہ نعمت حاصل کرو کہ اپنے قلب کے دائرے میں غیر اللہ کو مُراد نہ ہونے دو کیونکہ یُرِیْدُوْنَ مضارع ہے، مضارع میں حال اور استقبال دونوں زمانہ ہوتا ہے یعنی یہ میرے عاشقوں کی بہت اہم علامت ہے کہ میں اُن کے قلب میں ہمیشہ مراد رہتا ہوں، حال میں بھی اور آئندہ بھی یہ اپنے قلب میں مجھ کو مراد بنا کر رکھتے ہیں، غیر اللہ کو مراد نہیں بناتے۔ یُرِیْدُوْنَ میں خود لَا یُرِیْدُوْنَ شامل ہے۔ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ یعنی یُرِیْدُوْنَ وَجْھَ اللہِ اللہ کی ذات کا ارادہ کرتے ہیں۔ اس کے اندر لَا یُرِیْدُوْنَ غَیْرَ وَجْہِ اللہِ، لَا یُرِیْدُوْنَ غَیْرَ اللہِ داخل ہے۔ اُن کے قلب میں ارادہ ہی نہیں ہے کہ کسی حسین کو لپٹالوں چپٹالوں اور اپنی مٹی کسی مٹی کی شکل پر تباہ کردوں۔ یہ اپنی مٹی کو

مٹی پر تباہ نہیں کرتے ۔ اُن کی خاک تباہ کار بر خاک نہیں ہے بلکہ ان کی خاک خالق افلاک پر فدا ہوتی ہے ۔ یہ بہت بلند نصیبے والے لوگ ہیں، یہ زمین کے بلوں میں گھسنے والے نہیں ہیں، یہ چوہے نہیں ہیں، انسان ہیں۔ جائز موقع پر جتنا بھی اللہ تعالیٰ حلال دیتا ہے اُس سے مُستفید ہوتے ہیں، حلال کی ایک نہیں چھوڑتے مگر حرام کی ایک نہیں لیتے۔ اب سُن لو صاف بات۔ یہ عارف ہیں۔ ایک بزرگ نے اپنے شوربہ میں پانی ملا لیا کہ نفس کو مزہ نہیں لینے دوں گا۔ ایک عارف نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ ظالم عارف نہیں ہے، بے وقوف ہے۔ اگر یہ عارف ہوتا تو شوربہ میں ہرگز پانی نہ ڈالتا اور مزے دار شوربہ کھاتا تو ہر لقمہ پر الحمد للہ نکلتا۔ اب جب پانی ملادیا اور مزہ خراب کردیا تو اب زبردستی ٹھونسے گا، یہ کھانا نہیں ہوگا اس کا نگلنا ہوگا ٹھونسنا ہوگا اور اگر لذیذ شوربا کھاتا تو ہر لقمہ میں اللہ کی تجلّی خالقِ لذت نعمائے دنیا کی تجلّی دیکھتا، نعمت میں نعمت دینے والے کی تجلّی دیکھتا اور زبان سے کہتا کہ واہ رے میرے مولیٰ کیا شان ہے آپ کی! ایسا مزے دار شوربہ! کہاں کی مرغی، کہاں کا بکرا کہاں کا نمک اور کہاں کا مسالہ اور کہاں کا پکانے والا واہ رے میرا دینے والا! حلال خوب کھاؤ، نفس کو حلال کے معاملہ میں بہت زیادہ مت ستاؤ مگر حرام کی طرف جائے تو اس کی گردن دبا دو۔ اس وقت اِس ظالم کو تم للکارو اور کہو خبردار! خبردار!

جو اِس کو دیکھا تو مار ڈالوں گا کاٹ ڈالوں گا۔ دیکھو اپنے بچوں کو ڈراتے ہو کہ نہیں؟ مارنا کاٹنا مُراد تھوڑی ہوتا ہے مگر بچوں کو ڈرانے کے لئے باپ کہتا ہے کہ اگر فلاں سے ملا تو مار ڈالوں گا کاٹ ڈالوں گا گھر سے نکال دوں گا مگر تینوں باتوں کا اِرادہ اُس کا نہیں ہوتا۔ نفس بھی مثل بچے کے ہے آپ بھی تینوں چیزوں کا ارادہ کئے بغیر اِس سے کہو کہ تجھ کو مار ڈالوں گا کاٹ ڈالوں گا اور گھر سے نکال دوں گا تو یہ بھی ڈر جائے گا۔

لے آرزو کا نام تو دل کو نکال دیں
مومن نہیں جو ربط رکھیں آرزو سے ہم

کون سی آرزو؟ ناجائز آرزو، حرام آرزو، اللہ کی ناپسندیدہ آرزو۔ بس اب تقریر ختم۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جس نے میری زبان کو حلاوت بخشی اگرچہ ہم اِس کے اہل نہیں ؎

آپ چاہیں ہمیں، یہ کرم آپ کا
ورنہ ہم چاہنے کے تو قابل نہیں

دُعا کرو کہ میری زبان میں اور میرے دل میں اور میرے جسم میں اور میرے دردِ دل میں اور زبانِ ترجمانِ دردِ دل میں اور طاقت و توانائی میں اللہ تعالیٰ بہت ہی برکت دے دے اور میری زندگی میں بھی۔ جو آپ کو سُنا رہا ہوں دردِ دل سے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہی دردِ دل اور یہی مضامینِ محبت سارے عالَم میں نشریات کے

لئے خدائے تعالیٰ سے رو رو کر مانگ رہا ہوں کہ اے خدا عالَم میں زمین کا کوئی ایک میٹر کا ٹکڑا نہ باقی رہے جہاں آپ کے عاشقوں کا ایک گروہ اختر کے ساتھ ہو، اور اِس گروہ عاشقان کی صحبتوں کے ساتھ مجھے پھرا پھرا کے آپ کی عطا فرمودہ بھیک دردِ دل کی سارے عالَم میں نشر ہو۔ اختر جب سارے عالَم کا سفر کرلے پھر بے شک مجھے آپ کے پاس آنے کا شوق بھی ہے، آپ ہمارے مولیٰ ہیں، ہمیں دنیا میں ہمیشہ رہنے کا شوق نہیں ہے مگر آپ کی محبت کی داستان جو سترہ سال شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھی، تین سال شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھی اور اب ۳۵ سال سے شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم سے سیکھ رہا ہوں، اللہ! محبت کی اس تربیتی میں، میرے تین دریاؤں کے پانی میں طوفان پیدا کردے اور اختر تمام عالَم میں آپ کے کرم سے سفر کی توفیق اور ہمت اور صحت اور توانائی پاجائے اور آپ قبول فرمالیں۔

(آمین)

و صلی اللّٰہ علیٰ خیر خلقہ محمد و اٰلہٖ و صحبہٖ اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین